جلسۂ عام

(۹ر نومبر ۸ بجے شب)

خطاب

ایّوب ٹھاکر

رہنما جماعت اسلامی مقبوضہ کشمیر

مَیں اس وقت زندگی کے ایسے موڑ سے گزر رہا ہوں ، جہاں خوشی اور غمی آپس میں گلے مل رہے ہیں ۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ میں آج اس ارضِ مقدّس میں ہوں ۔ ہزاروں لاکھوں کشمیری مرنے سے پہلے اس ملک کو دیکھنے کی تمنا رکھتے ہیں جس کے لیے انہوں نے گزشتہ ۴۲ سال میں قربانیاں دی ہیں ۔ آج میں اپنے ان تمام بھائیوں اور بہنوں کا سلام آپ کو پہنچاتے ہوئے دلی مسرت سے ہم کنار ہو رہا ہوں ۔

غم اس بات کا ہے کہ کتنے ہی لوگ اس وقت کشمیر کی جیلوں میں ہیں ۔ کتنے ہی لوگ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ مرنے سے پہلے انہیں کم از کم ایک بار پاکستان کی زیارت ہو جائے ۔ کتنے ہی ایسے لوگ پاکستان میں قدم رکھنے کی حسرت لیے اپنے رب کے پاس چلے گئے جنہوں نے یہ وصیّت کی:

"میرے بیٹے! مَیں نے اپنی زندگی میں پاکستان نہیں دیکھا، جب کشمیر آزاد ہو اور وہ پاکستان کا حصہ بنے تو میری قبر پر ضرور آنا اور یہ کہہ دینا کہ کشمیر آزاد ہو گیا ہے اور وہ پاکستان کا حصہ بن گیا ہے ۔ . ں سے میری رُوح کو سکون مل جائے گا۔"

کشمیر کا کشمیری مسلمان جب پاکستان میں داخل ہوتا ہے تو عقیدت سے اس کی آنکھیں چھلک پڑتی ہیں ۔ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ پاکستان ایک نظریے کے تحت وجود میں آیا ہے ۔ وہ یہ نہیں

بھولا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ ۔

یہ مینار ، یہ جگہ گواہ ہے کہ اس مقام پر قراردادِ پاکستان منظور ہوئی ۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہاں کے مسلمان ایک علیحدہ ملک بنائیں گے جہاں وہ اسلام کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے اور اس کا نام پاکستان رکھیں گے اور اس پاکستان میں پنجاب ہو گا ، سرحد ہو گا، سندھ ہو گا ، بلوچستان ہو گا اور کشمیر ہو گا ۔ کشمیر کا مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ جس پاکستان میں کشمیر شامل نہیں وہ پاکستان مکمل نہیں ہوا ہے ۔

یہ مینارِ پاکستان آپ سے سوال کرتا ہے کہ جس پاکستان کے نام میں "ک" ہے ، اس میں کشمیر کہاں ہے؟ یہ مسجدیں گواہ ہیں کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اس پاکستان میں کشمیر کو شامل کریں گے۔ آج اس موقع پر آپ ایک اور قرارداد پاس کریں ، کشمیر کو پاکستان میں شامل کرنے کی قرارداد ۔ اور اس عہد کا اعادہ کریں کہ کشمیر کی آزادی کی منزل حاصل کرنے تک آپ اپنی جدّوجہد جاری رکھیں گے ۔

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے، اس لیے کہ پاکستان کے تمام دریاؤں کا منبع کشمیر ہے ۔ پنجاب اور سندھ اس لیے سرسبز و شاداب ہیں کہ ان کا پانی کشمیر سے آتا ہے ۔ کشمیر کے بلند و بالا پہاڑ پاکستان کا دفاع ہیں ۔ پاکستان کو چین سے ملانے والا علاقہ کشمیر کہلاتا ہے ۔ گلگت اور بلتستان آزاد کشمیر میں ہیں ۔ دشمنوں کی سازش ہے کہ پاکستان کو چین سے الگ کر دیا جائے اور اسے بھارت سے ملا دیا جائے۔ اس لحاظ سے اور دفاعی لحاظ سے پاکستان کی بقاء اور سالمیت کے لیے پاکستان کو کشمیر کی ضرورت ہے ۔ اگر پاکستانیوں کو کشمیر کی ضرورت نہیں تو پاکستان کو کشمیر اور کشمیر کو پاکستان کی ضرورت ہے ۔ نظریاتی طور پر ، دفاعی اعتبار سے اور اقتصادی پہلو سے کشمیر پاکستان کا حصہ ہے اور اس کے حصول کے لیے آپ جدوجہد کرتے رہیں ۔

اللہ کا یہ بڑا کرم ہے کہ کشمیر کے اندر اس وقت جو تحریک چل رہی ہے ، یہ تحریک آزادی کشمیر پہلی بار اسلام کے شیدائیوں کے ہاتھ میں ہے ۔ میں افغان مجاہدین کو سلام پیش کرتا ہوں کہ ان مجاہدین نے اسلاف کی تاریخ کو دہرایا اور کشمیری مسلمانوں کے لیے ایک بے مثال نمونہ پیش کیا ۔ وہ کشمیری جو کل تک "تپسی تب ٹھس کرسی" کے نام سے مشہور تھا ، آج اس کی منزل اور اس کا عزم یہ ہے، "ادھر آ ستم گر ہنر آزمائیں ، تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں" ہر کشمیری نوجوان یہ عہد کیے ہوئے ہے کہ وہ جہاد کے ذریعے کشمیر کو بھارت کے چنگل سے نکال کر مملکتِ خداداد پاکستان

کا حصہ بنائے گا ۔

کشمیر کی آزادی ایک مضبوط و مستحکم پاکستان کی ضمانت ہے ۔ آزادیٔ کشمیر ۲۰ کروڑ مسلمانانِ ہند کی آزادی کی ضمانت ہے ۔

اس وقت ایک ہزار سے زائد کشمیری نوجوان تحریکِ آزادی میں حصہ لینے کے جرم میں جیلوں میں بند ہیں ۔ جماعتِ اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب اشرف صحرائی اور پاکستان نواز پیپلز لیگ کے قائد جناب فاروق رحمانی اور متعدد رہنما قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں ۔ پاکستان کی سالمیت اور اس کی عظمت کی خاطر جان و مال کی قربانی پیش کرنے میں ہر کشمیری مسلمان فخر محسوس کرتا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس تحریکِ آزادیٔ کشمیر کی حمایت کریں گے اور اسے اخلاقی امداد فراہم کریں گے ۔

بھارت کی تین لاکھ فوج کشمیر میں موجود ہے اور اس وقت وہ تقریباً پانچ لاکھ غیر مسلموں کو کشمیر میں بسانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے تاکہ وہاں مسلم آبادی کے تناسب کو کم کر سکے اور آگے چل کر وہ رائے شماری کے ذریعے کشمیر کو باقاعدہ اپنا حصہ بنانے کے لیے اپنے حق میں ووٹ حاصل کر سکے ، اس کے بعد اس کے لیے گلگت ، بلتستان اور سیاچن پر قبضہ کرنا آسان ہو جائے گا ۔ یہ ہے بھارت کا وہ خوفناک منصوبہ جس پر عمل کرنے کے لیے وہ اپنی تین لاکھ فوج کے ذریعے معصوم اور بے گناہ کشمیریوں پر ظلم و ستم ڈھا رہا ہے ۔ جبر و ناانصافی سے کام لے رہا ہے اور کشمیر میں قتل و غارتگری کا بازار گرم کیے ہوئے ہے ۔ گزشتہ ایک سال میں ۲۵۰ کشمیریوں کا قتل بھارت کے مظالم کی منہ بولتی تصویر ہے ۔

پاکستان اور اسلام کی محبت ہر کشمیری مسلمان کی متاعِ حیات ہے ۔ وہ اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کر دیتا ہے لیکن کوئی اس سے اس کی یہ متاع چھین نہیں سکتا ۔ پاکستان اور اسلام کا نعرہ بلند کرنے والی اس کی زبان کٹ تو سکتی ہے لیکن اس نعرے کو اس کے دل سے اور ذہن سے کوئی مٹا نہیں سکتا ۔ پاکستان سے اپنی جذباتی وابستگی کا اظہار وہ جبر کے پہروں میں بھی کرتا ہے اور اس محبت میں لٹنے پر وہ ماتم نہیں کرتا بلکہ سجدہ شکر ادا کرتا ہے ۔

جب کشمیری مسلمان پاکستان سے اتنی محبت کرتا ہے تو آپ کیوں خاموش ہیں ، آپ کے دل کی دھڑکنیں تیز کیوں نہیں ہوتیں ۔ آپ سب لوگوں کا اور پوری قوم کا یہ فرض اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ پاکستان اور اسلام کی عظمت اور کشمیر کی آزادی کے لیے ہندو برہمنی سامراج سے برسرِپیکار کشمیری مسلمانوں کی ہر پہلو حمایت کریں ، ان سے تعاون کریں ۔ جس طرح جہاد

افغانستان میں پاکستانی قوم نے اپنا کردار ادا کیا ہے ، کشمیری مجاہدین بھی اسی طرح کی آپ سے امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ بھارت جس طرح کشمیری مسلمانوں پر ظلم روا رکھے ہوئے ہے ، جو جو ناانصافیاں اور زیادتیاں کر رہا ہے اور جس طرح ان کے بنیادی حقوق پامال کر رہا ہے ، آپ بین الاقوامی سطح پر بھارت کا یہ مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کریں ۔

کشمیر کی آزادی ، برما ، سری لنکا ، فلپائن اور اری ٹیریا اور فلسطین کے مسلمانوں کی آزادی کی ضمانت ثابت ہوگی ۔ کشمیر کی تحریکِ آزادی اسلام اور نظریۂ پاکستان کی بنیاد پر چل رہی ہے ۔ اس تحریک نے فضائے بدر پیدا کی ہے ۔

مجھے یقین ہے کہ:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

خطاب

ڈاکٹر عیام

قائم مقام سربراہ تحریک جماعت اسلامی فلسطین

میں آپ حضرات کو فلسطین کے لوگوں کی طرف سے ، بیت المقدس کی طرف سے ، اس ملک اور شہر کی طرف سے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے ، سلام پیش کرتا ہوں ۔

فلسطین کا مسئلہ صرف فلسطین کا نہیں ہے ، صرف عربوں کا نہیں ہے ، یہ مسلمانوں کا مسئلہ ہے ، تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور اسلام کا مسئلہ ہے ۔ پاکستان کے عوام ، پاکستان کے مسلمان عوام اور خاص طور پر جماعتِ اسلامی پاکستان اور دوسرے مخلص پاکستانی تمام مسئلوں اور قضیوں کی حمایت کرتے رہے ہیں ۔ آپ لوگوں نے مسئلہ فلسطین کی مدد کی ۔ مجاہدینِ افغانستان کی مدد کی ۔ آپ لوگ کشمیر کی مدد کر رہے ہیں آپ لوگ صومالیوں کی مدد کر رہے ہیں ۔ اریٹیریا ، فلپائن ، لبنان اور جنوبی سوڈان ، ہر جگہ آپ حضرات مدد کر رہے ہیں اور اب آپ کے لیے فلسطین کی مدد کا وقت آچکا ہے ۔ خاص طور پر جماعتِ اسلامی اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے لے اور فلسطین کی مدد کے لیے نکل کھڑی ہو ۔ فلسطین نے تمام حل آزما لیے ، تمام نظریے آزما لیے لیکن اب فلسطینی عوام کو اور ہم کو یہ یقین ہوگیا ہے کہ ہمارا حل اور ہماری فتح صرف اسلام سے ہے ہماری یہ اِستفاضہ ، تحریکِ جہاد فلسطین اصولوں پر قائم ہے ۔ پہلا اصول یہ ہے کہ ہم فلسطین کی ایک انچ زمین

سے بھی دستبردار نہیں ہوں گے ۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ ہم یہودیوں کی ناجائز ریاست اسرائیل کو قطعاً تسلیم نہیں کریں گے ۔ تیسرا اصول یہ ہے کہ ہم جہاد جاری رکھیں گے ۔

ہمارا یہ جہاد انتفاضہ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں ، کس چیز سے قائم ہے ؟ ہم یہودیوں کے ٹینکوں اور توپوں سے پتھروں کے ذریعے لڑ رہے ہیں ۔ ہم چھریاں لے کر لڑ رہے ہیں ۔ ہم اپنے ہاتھوں کے ناخنوں سے لڑ رہے ہیں اور اللہ نے ہمیں اسلحہ دیا تو ہم اس کے ذریعے بھی لڑیں گے ۔ اب خدا کے فضل سے پورے فلسطین کے اندر مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم ہو چکا ہے ۔ وہ ایک صف میں کھڑے ہو گئے ہیں ۔ انہوں نے اختلافات بھلا دیئے ہیں' وہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں ۔ اگر میرا پڑوسی کھانا کھاتا ہے تو پہلے مجھے کھانا کھلاتا ہے اس طرح اخوت اور بھائی چارے کا نظام پیدا ہو چکا ہے ۔ دوسری طرف ہمارے دشمنوں یہودیوں نے ظلم و ستم بھی بڑھا دیا ہے ۔ ہم پر وہ تشدد برت رہے ہیں ۔ ہمارے بڑے بڑے علماء بڑی اور بڑی نمایاں شخصیتوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے ان پر تعذیب کی جا رہی ہے ۔ ان میں ہمارے مجاہد عظیم احمد یسین بھی شامل ہیں ۔ جنہیں چند ماہ ہوئے گرفتار کیا گیا ہے اور جیل میں ان کو طرح طرح کی سزائیں دی جا رہی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم اللہ کے فضل و کرم سے اپنے جہاد سے قطعاً دستبردار نہیں ہوں گے ۔ اور میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ کسی ملک کے کسی حکمران کو کسی لیڈر کو ہم یہ حق نہیں دیں گے کہ وہ ہماری فلسطینی سرزمین کا ایک انچ بھی یہودیوں کے حوالے کرے ۔

آخر میں میں فلسطین کے مسلمانوں کی طرف سے یہ ذمہ داری جماعتِ اسلامی کے سپرد کرتا ہوں کہ فلسطین کو آزاد کرانا آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ حضرات نے بہت کچھ پہلے کیا ہے ، تمام اسلامی تحریکوں اور مسلمانوں کی ہمیشہ مدد کی ہے ۔ اب مسجدِ اقصیٰ آپ کو پکار رہی ہے ۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اس کامیاب کانفرنس پر آپ کو مبارکباد دیتے ہیں ۔ میں آپ کے سامنے اللہ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ ہم اسلام کے راستے پر قائم رہیں گے اور اسی راستے پر چلتے ہوئے جہاد کرتے رہیں گے اور فلسطین کو آزاد کرا کے دم لیں گے ۔ حضور صلی اللہ کی حدیث ہے ۔ کہ "میری امت کا ایک ایسا گروہ ضرور اٹھے گا جو مسلمانوں کی خدمت کرے گا ، دشمنوں کو ناکام کرے گا اور وہ بیت المقدس میں ہو گا ۔"

خطاب

پروفیسر غفور احمد

نائب امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ۱۹۴۷ء سے امتِ مسلمہ کو ایک نیا ملک پاکستان عطا فرمایا ۔ پاکستان

محض ایک ملک ہی نہیں بلکہ یہ نئی زندگی نیا حوصلہ نیا عزم اور نئی منزل ہے ۔

ہماری یہی سوچ تھی کہ پاکستان ایک تناور درخت ہے جو دنیا کے سارے مظلوم انسانوں کو سایہ فراہم کرے گا لیکن آج پاکستان کے کچھ اندرونی اور بیرونی دشمن پاکستان کے اس درخت کو ظلم کی ٹہنی میں تبدیل کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب وادیٔ مہران خون میں نہا رہی تھی ۔ جب سندھ میں قتل و غارت گری ہو رہی تھی، جب کرفیو لگ رہا تھا جب لوگ اپنے گھروں میں بند کیے جا رہے تھے ۔ جب بے گناہ لوگوں کا خون سڑکوں پر ارزانی کے ساتھ بہہ رہا تھا ۔ اس وقت جب ملک کے لوگوں نے وزیر اعظم سے کہا کہ تمہارے صوبے میں یہ قتل عام کیوں ہو رہا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ سندھ میں 'منی بغاوت' ہے ۔

میرے بھائیو ! آج آپ کے اس اجتماع نے ثابت کر دیا کہ ان کا یہ الزام درست نہیں تھا ۔ مینارِ پاکستان کے سائے میں لاکھوں فرزندانِ توحید کا یہ اجتماع، جس میں مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ پاکستان کا کوئی قریہ، کوئی گاؤں، کوئی دیہات، کوئی گلی ایسی نہیں ہے کہ جہاں سے لوگ کھنچ کھنچ کر نہ آئے ہوں ۔ سندھ ، اندرونِ سندھ سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں آئے ہیں ۔ دیہات سے اور گوٹھوں سے آئے ہیں ۔ شہروں سے آئے ہیں ۔ یہاں پنجاب کے لوگ بھی ہیں ۔ یہاں پختون بھی ہیں ۔ یہاں بلوچ بھی ہیں ۔ اور یہاں مہاجر بھی ہیں ۔ آج دو دن سے اللہ کے فضل سے مینارِ پاکستان کے سائے میں ایک منی پاکستان بس رہا ہے اور یہ ثابت کر دیا کہ پاکستان کے سارے بسنے والے لوگ ایک قیام گاہ میں ، ایک شامیانے کے اندر ایک دستر خوان پر اور نماز کی ایک صف پر کھڑے ہیں اور نہ صرف یہ کہ ان کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں بلکہ ایثار ہے ، محبت ہے، قربانی ہے ، الفت ہے ، اخوت ہے ، بھائی چارہ ہے ۔ اس لیے ان کا الزام درست نہیں تھا ۔

میرے بھائیو ! انسانوں کا یہ سمندر ہے ۔ آپ نے اس شہر لاہور میں اور جلسے بھی دیکھے ہوں گے ۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ فرق کیا ہے ۔ یہاں اسلحہ کی نمائش نہیں ہے ۔ کلاشنکوف اور خود کار ہتھیار لیے ہوئے لوگ نہیں کھڑے ۔ یہاں فائرنگ نہیں ہو رہی ہے ۔ یہاں لوگوں کے نام اور جماعتوں کے نام لے کر ٹھاہ کے نعرے نہیں لگائے جا رہے ہیں ۔ یہاں ہم جو بات کہہ رہے ہیں، شائستگی کے ساتھ کہہ رہے ہیں، یہاں اللہ کا ذکر ہے ۔ ہماری زبانیں اس کے ذکر سے تر اور ہمارے دل اس کی یاد سے پُر ہیں ۔

یہ نومبر کا مہینہ بڑا ہنگامہ خیز مہینہ رہا ہے ۔ اس مہینہ کی پہلی تاریخ کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں وزیر اعظم کے خلاف عدمِ اعتماد کی تحریک پیش کی گئی اور اپوزیشن نے کہا ہے کہ ہم جلد ہی چونکہ

چند ووٹوں کے ساتھ وہ تحریک ناکام ہوگئی تھی ، دوسری تحریک پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

ہماری حکمران جماعت اور یہ وزیر اعظم ، ٹی وی جن کی لونڈی اور کنیز ہے ، پورے ملک سے کہہ رہی ہے ، فریاد کر رہی ہے کہ میری حکومت کو آئے ہوئے تو ابھی گیارہ مہینے ہوئے ہیں اور گیارہ سال کی کوششوں کے نتیجے میں جمہوریت بحال ہوئی ہے ۔ یہ لوگ جمہوریت کے دشمن ہیں ۔ یہ بیرونی ایجنٹ ہیں ۔ ان کے پاس باہر سے سرمایہ آتا ہے یہ پھر چاہتے ہیں کہ یہاں مارشل لاء لگ جائے ۔ یہ لوگ میری حکومت کو کام کرنے کیوں نہیں دیتے ۔ اور پھر انہوں نے ابھی حال ہی میں کہا کہ میں تو اس کے لیے بھی تیار ہوں کہ اپوزیشن کے ساتھ مل کر کوئی وسیع البنیاد حکومت بنا لوں ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا یہ سوال ممبران اسمبلی اور ہم سے اور آپ سے ہے ۔ اس لیے کہ پاکستان کا ہر شہری امن چاہتا ہے ، سکون چاہتا ہے ، اطمینان چاہتا ہے ، خوشحالی چاہتا ہے ۔ وہ یہ ہڑبونگ اور تبدیلیاں نہیں چاہتا ۔ لیکن میں پوری دلسوزی کے ساتھ آپ کی وساطت سے پیپلز پارٹی کی مرکزی حکومت کو یہ بتاتا ہوں کہ تمہاری حکومت اس ملک کے بسنے والے لوگوں کے لیے اب ناقابلِ برداشت ہو چکی ہے ۔ میں اس کے لیے بڑی بڑی آٹھ وجوہات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کبھی بھی ایک منظم سیاسی جماعت نہیں تھی ۔ پیپلز پارٹی ایک خاندان کی پارٹی ہے ، شراکت داران ہے ۔ اس کے اندر انتخابات نہیں ہوتے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی صفوں میں مفاد پرست اور خود غرض لوگ شامل ہو جاتے ہیں اور بہت سے مخلص لوگ جو پاکستان پیپلز پارٹی کی تشکیل کے وقت پیپلز پارٹی میں آئے تھے وہ آج ہمیں پیپلز پارٹی میں نظر نہیں آتے ۔ اس لیے کہ مخلصین کے لیے پیپلز پارٹی کی صفوں میں کوئی جگہ نہیں ہے ۔

میں پیپلز پارٹی سے یہ کہتا ہوں کہ تم اپنے باڑے میں شیروں کو پالتے ہو ۔ میں جانتا ہوں ، اس لاہور شہر میں بھی ایک "شیر" تھا ۔ اور اس شیر کے مظالم بھی ہم نے دیکھے ہیں لیکن اب شیروں کا زمانہ بیت گیا ، اب کوئی شیر ان بیدار پاکستانیوں پر ظلم نہیں کر سکتا ۔

پھر دوسری خرابی ان کی یہ ہے کہ ان کو ایک حرص ہے ۔ نام جمہوریت کا لیتے ہیں لیکن ان کو حرص یہ ہے کہ تمام اختیارات ان کی مٹھی میں ہوں ۔ یہی حرص تھی ، میرے بھائیو جس نے ہمارا مشرقی بازو کاٹ دیا اور وہ بنگلہ دیش بن گیا ۔ یہی حرص تھی پہلے بھی اور آج بھی ۔ جب نومبر

ے کے الیکشن ہوئے تو اس کے بعد انہوں نے بلوچستان کی اسمبلی پر ہاتھ صاف کر دیا ۔ اور کہا کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں کہ اسے کس نے توڑا ۔

مرکزی حکومت نے پنجاب کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا ۔ میں مرکزی حکومت سے کہتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت اس بات کی محتاج نہیں ہے کہ تم اسے تسلیم کرو ۔ پنجاب کے لوگوں نے انہیں ووٹ دیئے ہیں ۔ ان کے ووٹوں سے وہ حکومت کر رہے ہیں ۔ اور منہ پر بول تو بڑے میٹھے ہوتے ہیں لیکن کوشش یہ ہے کہ صدر کے سارے اختیار بھی چھین لیں ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اب کوئی دوسرا چوہدری فضل الہٰی تمہیں نہیں ملے گا اس لیے اس کی کوشش تم اب مت کرو ۔

یہ کوشش بھی ہے کہ فوج کے جتنے اعلیٰ عہدیدار ہیں ان کی تقرری اور علیحدہ کرنے کے سارے اختیارات بھی انہیں مل جائیں۔ یہ دوسری خرابی ہے ۔

تیسری خرابی ان کی بد عہدی ہے ۔ کبھی انہوں نے کوئی عہد کر کے اسے پورا نہیں کیا ۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ ۱۹۷۲ء میں انہوں نے جمعیت علمائے اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کے ساتھ اتحاد کیا اور ان کے ساتھ دو معاہدے کئے اور دونوں معاہدے انہوں نے توڑے ۔ انہوں نے قیوم لیگ کے ساتھ سمجھوتہ نہ کیا ۔ لیکن قیوم لیگ کا وزیر جو لیا وہ بے اختیار وزیر تھا ۔ اور ابھی آپ کو معلوم ہے کہ صوبہ سندھ میں شہروں میں ایم کیو ایم کے لوگ کامیاب ہوئے ۔ ایم کیو ایم کے ساتھ انہوں نے ایک معاہدہ کیا ۔ وہ تحریری معاہدہ تھا ۔ لیکن ایم کیو ایم کے لوگ کہتے ہیں کہ تحریری معاہدہ میں سے انہوں نے کسی ایک شق کو بھی پورا نہیں کیا ۔ پہلے پیپلز پارٹی کے لوگ بڑی تعریفیں کرتے تھے ایم کیو ایم کی اور اب جب تنگ آنے کے بعد ایم کیو ایم نے کہا کہ ہم معاہدہ توڑتے ہیں تو اچانک ایم کیو ایم کے لوگ غدار ہو گئے ، دشمن بن گئے ۔ اب ان کے گھروں پر چھاپے پڑ رہے ہیں ۔ اب ان کے مکانوں اور دفاتر پر فائرنگ کی جارہی ہے ۔

چوتھی خامی ان کی یہ ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ پورا ملک ان کی ذاتی اور خاندانی ملکیت بن جائے ۔یہ غریبوں سے ہمدردی کرنے والے لوگ نہیں ۔ ان کا خون چوسنے والے اور استحصال کرنے والے لوگ ہیں ۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمام وسائل ان کی آسائش کے لیے ان کے مشن کے لیے ہوں اور عزت و شرف ان کے لیے ہو اور ذلت و رسوائی عوام کے لیے ہو ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پاکستان میں ایک عمارت ہے جس کا نام ہے پی آئی ٹی ہاؤس ۔ بھٹو صاحب سے بہت پہلے یہ تعمیر ہوئی تھی ۔ ایک دن میں گزرا تو معلوم ہوا کہ نیا سائن بورڈ لگا ہوا اور بھٹو ہاؤس اس کا نام ہو چکا

ہے ۔ ریل چلی تو اس کا نام شاہنواز ایکسپریس ہوگیا ۔ میں حکومت کو بتاتا ہوں کہ تم نے بھٹو ہاؤس کا نیون سائن لگایا ۔ یہ نیو سائن اترے گا اور پی آئی ٹی ہاؤس پھر پی آئی ٹی ہاؤس بنے گا ۔

پانچویں خرابی ان کی یہ ہے کہ عریانی ، جنسی بے راہروی ، جُوا اور شراب کا فروغ چاہتے ہیں ۔ میں تفصیل میں نہیں جاتا ۔ بڑا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ پاکستانیو ، تمہارا سر فخر سے بلند ہونا چاہیئے کہ پاکستان میں پہلی بار ایک خاتون وزیر اعظم بنی ہے ۔ لیکن میں پہلی خاتون وزیر اعظم سے کہتا ہوں کہ پاکستان کے تاریخ کے ۴۲ سالوں میں پاکستان کی معزز خواتین کے ساتھ وہ ظلم نہیں کیا گیا ہے جو تمہاری حکومت کے گیارہ مہینوں میں کیا گیا ہے ۔ آج ہماری باعزت عصمت مآب بچیوں کو سامان تجارت بنایا گیا ہے ۔ اگر سیاحت کی انڈسٹری کو فروغ دینا ہوتا ہے تو غیر ملکی مہمانوں کو بلایا جاتا ہے اور ان کو پاکستانی ثقافت دکھائی جاتی ہے اور یہ ثقافت کیا ہے ۔ میرے بھائیو! یہ کہ چاروں صوبوں سے یہ ہماری بچیوں کو لائیں اور ان کے سامنے ان کے رقص پیش کریں ۔ انہیں ٹی وی پر بطور اشتہار پیش کیا جاتا ہے ۔ میں حکومت سے کہتا ہوں کہ عورتیں صنف نازک تو ہیں ، صنف ضعیف نہیں ۔ ہماری ان بہنوں کو ہماری ضرورت نہیں ، انشاء اللہ یہی کافی ہیں تمہاری کلائی توڑ دینے کے لیے ۔ مسلمان عورت عزت کے لیے بنی ہے ، احترام کے لیے بنی ہے ، اسلام نے اسے شرف دیا ہے اور پاکستانی قوم عورت کی یہ رسوائی اور بے عزتی گوارا نہیں کر سکتی ۔

اس کے بعد چھٹی چیز بھارت کے ساتھ ان کا رویہ ہے ۔ مجھے تعجب ہے کہ پاکستانی عوام کے لیے جو حکومت شیر ہے ، وہ حکومت راجیو گاندھی کے سامنے بھیگی بلی بن جاتی ہے ۔ اس کی ہمت اس وقت کہاں کافور ہو جاتی ہے ۔ بابری مسجد جسے مندر میں تبدیل کیا جارہا ہے، کے معاملہ میں حکومت خاموش ہے ۔ بھاگل پور میں ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام ہوا اور حکومت کا کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو احتجاج کا کوئی لفظ کہہ سکے ۔ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور ان کے لبوں پر مہر لگی ہوئی ہے ۔ وولر بیراج بنانے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اجازت دے دی گئی ہے ۔ یہ وہ چیز ہے جو پاکستانیوں کو پریشان کر رہی ہے جو ناقابلِ برداشت ہے ۔

ساتویں چیز یہ ہے کہ یہ ملک کی آزادی کو قرض اور امداد کے عوض رہن رکھ دینا چاہتے ہیں ۔ اب محسوس یہ ہوتا ہے کہ ملک کی پالیسیاں ملک کے اندر نہیں بنتیں ۔ ملک کے اندر کچھ اور لوگ ہیں جو ہماری پالیسیاں بناتے ہیں ۔

آٹھویں چیز یہ ہے کہ جہادِ افغانستان کے بارے میں ان کے رویہ میں سرد مہری آرہی ہے اور تبدیلی پیدا ہو رہی ہے ۔ میں ان کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ جو باتیں میں نے اخلاص کے ساتھ کہی ہیں کہ تمہاری حکومت کیوں ناقابلِ برداشت ہوگئی ہے اس پر وہ سوچیں اور غور کریں ۔ ماضی کے اپنے انجام سے سبق لیں ۔ یہی وہ وجوہات ہیں کہ تمام سیاسی جماعتوں نے پہلے اسلامی جمہوری اتحاد بنایا تھا اب سی او پی بنائی ہے اور تمام سیاسی و دینی جماعتیں یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ پاکستان کو اس منجدھار سے نکالنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم سب کو مل کر اشتراک اور تعاون کے ساتھ کام کرنا پڑے گا ۔

ہم جمہوریت چاہتے ہیں ۔ لیکن یہ جمہوریت اسلامی جمہوریت ہوگی جو قرآن و سنّت کی پابند ہوگی ۔ پاکستان ایک مثالی فلاحی مملکت ہو گا ، جہاں عدل اور انصاف ہو جہاں خوشحالی اور امن و امان ہو اور انشاء اللہ ہمیں یہ چیزیں میسر آئیں گی ۔ یہ ہمارا عظیم الشان اجتماع ہماری قوّت کا مظاہرہ نہیں بلکہ ہمارے اس عزم کا مظہر ہے کہ ہمارے دلوں کے اندر یہ حوصلہ ہے کہ زندہ رہو اور آگے بڑھتے رہو ۔ بھلا ہم سے کوئی ہمارا یہ جذبہ چھین سکتا ہے ۔ اور نہ آگے بڑھنے کا حوصلہ ۔ یہ وہ با حوصلہ لوگ ہیں کہ جب یہ نکل کھڑے ہوں گے تو یہ خطرات کے پہاڑوں کو ایمان کے ہاتھوں سے روئی کی طرح دھنک سکتے ہیں ۔ ہمارا پیغام ایک ہی پیغام ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو ۔ تمام رشتے ٹوٹ سکتے ہیں ۔ شوہر اور بیوی کا رشتہ ختم ہو سکتا ہے ، بھائی بھائی سے جدا ہو سکتا ہے ۔ ماں بیٹے سے جدا ہو سکتی ہے ۔ باپ بیٹے سے جدا ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی رشتہ ٹوٹ نہیں سکتا تو وہ اللہ کی رسی ہے ۔ اس رسی کو پکڑنے والے کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ۔ یہ شرکاء جب یہاں سے واپس جائیں گے تو دنیا کے ہنگاموں میں گم نہیں ہو جائیں گے ۔ یہ پاکستان کی حفاظت کے لیے اس کی بقاء کے لیے اسلامی نظام کے قیام کے لیے پہلے سے بڑھ کر کام کریں گے اور جب میدان میں نکلیں گے تو انشاء اللہ مظلوموں کی دادرسی ہوگی اور اللہ نے چاہا تو یہاں وہ اسلامی نظام آئے گا جس کے لیے ہماری آنکھیں ترس رہی ہیں ۔ میں ایک بار پھر یہ اپیل کرتا ہوں کہ اس نازک مرحلے پر پورے پاکستان کے مسلمانوں کو ، دینی جماعتوں کو سیاسی جماعتوں کو اشتراک کے ساتھ ان خطرات کا مقابلہ کرنا چاہیئے ۔

پروفیسر غفور احمد صاحب کے خطاب کے بعد جماعت کے نائب امیر جناب خرم مراد اسٹیج پر تشریف لائے ۔ انہوں نے اعلان کیا کہ جہادِ افغانستان کی کامیابی کے بعد ہم افغانستان کی تعمیرِ نو کے جہاد میں بھی حصہ لینا چاہتے ہیں ۔ اس لیے تحریکِ اسلامی سے وابستہ انجنیئرنگ ، پلاننگ ، صنعت و حرفت اور تجارت کی صلاحیتیں اور تجربہ رکھنے والے افراد اپنے کوائف ہمیں فراہم کریں ۔

خطاب

مولانا جان محمد عباسی

نائب امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

پاکستان کی تاریخ کا یہ عظیم الشان جلسہ عام کسی ایک شہر ، ایک صوبے ، ایک برادری یا کسی قبیلے پر مشتمل نہیں ہے بلکہ یہ پاکستان کا ایک نمائندہ اجلاس اور ہمارے محترم بیرونی معزز مہمانوں کی وجہ سے عالمِ اسلام کا نمائندہ اجتماع ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے یہ اجتماع پاکستان کی تاریخ پر اثر انداز ہوگا اور انشاء اللہ دینِ حق کی راہ میں دی گئی قربانیوں کا صلہ ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو ملے گا اور دینِ اسلام کا پرچم اس مینار (مینارِ پاکستان) کی طرح بلند و بالا ہوگا اور ایک دفعہ اسلام ساری دنیا میں تمام باطل نظاموں کو شکست دے گا جنہوں نے انسانیت کو ظلم کے پنجوں میں جکڑ رکھا ہے۔

میرے بھائیو! اس موقع پر میں سندھ اور حکومت کی داخلی پالیسیوں کے حوالہ سے ملکی حالات پر کچھ عرض کروں گا۔

حضرات! حکومت دینی ہو یا لادینی اس کا ایک عمومی فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ ملک کے اندر امن و امان قائم کرے، ملکی مشکلات کو دور کرے، ملک کی اقتصادی اور دوسری صورتِ حال کی اصلاح ۔ گزشتہ گیارہ سال میں چونکہ مارشل لاء کی حکومت رہی اور اس کے بعد غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں حکومت آئی تو اس پر خود پیپلز پارٹی کا یہ الزام تھا اور اس کے رہنما گلی کوچوں میں ہمیشہ یہ ناقوس بجاتے رہتے تھے کہ یہ بدامنی فوجی راج کی وجہ سے ہے پھر جب منتخب حکومت آئی تو کہا کہ یہ بدامنی افراتفری ، رشوت ستانی ، بے روزگاری اور عوام کے مسائل سب غیر جماعتی انتخابات کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ انکی کوششوں کی وجہ سے ان کی یہ حکومت نہیں بنی بلکہ ان کو تو یہ حکومت لاٹری میں ملی جب جنرل ضیاء الحق حادثہ میں انتقال کر گئے ۔ اگر جنرل ضیاء الحق کے طیارے کا حادثہ نہ ہوتا تو یہ ابھی تک عاشورہ محرم منا رہے ہوتے۔

نومبر ۱۹۸۹ء کے انتخابات میں پیپلز پارٹی کو سندھ میں مکمل اکثریت اور مرکز میں مخلوط طریقہ سے حکومت کا موقع ملا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی صلاحیت اس کی اہلیت اور اس کی حکمران کا اصل معیار صوبہ سندھ ہے کیونکہ وہاں سے اسے دیہات سے ۹۹ فیصد ووٹ ملے۔ اب سندھ کے عوام کو اگر یہ امن مہیا نہیں کر سکتے ، سندھ کے عوام کے مسائل کو حل نہیں کر سکتے ، سندھ کے اندر مشکلات پر قابو نہیں پا سکتے تو آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ ناکام ہیں یا کامیاب ؟ پنجاب کے بارے میں تو وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری مرکزی حکومت پنجاب میں لولی لنگڑی

ہے لیکن سندھ میں تو ان کی ایک مکمل اور قوی اختیارات کی حامل حکومت ہے۔ پھر وہاں کیوں امن قائم نہیں ہوتا، وہاں لوگوں کے مسائل کیوں حل نہیں ہوتے وہاں مشکلات پر قابو کیوں نہیں پایا جا سکا۔ یہ وہ سوال ہے جو سندھ اور پاکستان کا ہر شہری اور ملک کے باہر بھی ہر شخص کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت صوبہ سندھ وہ حساس علاقہ ہے ۔ جو صرف پاکستان کے اندر ہی نہیں ، بلکہ پوری دنیا کے کالم نویسوں اور اخبارات کا موضوع بحث بنا ہوا ہے کیونکہ سندھ کی بڑی اہمیت ہے اس لیے کہ سندھ میں کراچی کی بین الاقوامی بندرگاہ ہے، ساری دنیا سے پورے پاکستان کے لیے اگر مال آئے گا ۔ اگر پنجاب میں ، سرحد میں، بلوچستان میں، اور آزاد کشمیر میں مال درآمد ہوگا تو وہ کراچی ہی سے آئے گا۔ کراچی تو شہ رگ پاکستان ہے۔ اگر آپ پنجاب سے کوئی چیز برآمد کریں گے تو سندھ کے راستے جائے گی ۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی برآمدات اور درآمدات کا انحصار سندھ پر ہے۔ اس لیے اگر سندھ میں امن ہوگا تو پورے پاکستان میں امن ہوگا اگر سندھ میں بدامنی ہوگی تو پورا پاکستان اس سے متاثر ہوگا۔ اس لیے سندھ کی اہمیت سندھ تک ہی محدود نہیں بلکہ پورے پاکستان میں ہے اور اگر سندھ کے اندر لسانی اختلاف ہوا، کشمکش ہوگی، لسانی بنیادوں پر جھگڑے ہوں گے ، فسادات ہوں گے، فتنے ہوں گے، تو پاکستان کی سلامتی اور قومی یکجہتی کو خطرہ ہوگا۔ لیکن اگر سندھ میں عمومی بدامنی ہوگی تو بھی پاکستان متاثر ہوتا ہے اور اگر سندھ میں لسانی بنیادوں پر جھگڑا ہو تو بھی پورے پاکستان اور اس کی سلامتی متاثر ہوگی ۔ اس لیے سندھ کے مسائل کی بڑی اہمیت ہے ۔

عوام کو یہ امید تھی کہ منتخب حکومت خاص طور پر سندھ سے اتنی بھاری اکثریت سے آنے والی حکومت سندھ میں امن قائم کرے گی ۔ ایسی حکومت جو بار بار یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ وفاق کی علامت ہے تو وفاق کی علامت کو سب سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے کہ وہ وہاں یکجہتی ہے کہ نہیں، وہاں لسانی بنیادوں پر جھگڑے ہیں کہ نہیں۔ سندھ کے غریب باشندوں نے سب سے زیادہ ان کا ساتھ دے کر انہیں اوپر بٹھایا ۔ آج وہی سب سے زیادہ متأثر ہیں۔ آج سندھ کا ہاری ، زراعت پیشہ طبقہ رات کو ٹیوب ویل پر نہیں جا سکتا، رات کو ٹریکٹر نہیں چلا سکتا، دن میں اپنے کھیت میں نہیں جا سکتا ۔ سندھ کا تاجر عام راستوں سے گزر نہیں سکتا۔ وہ سامان نہ لے جا سکتا ہے نہ بھیج سکتا ہے ۔ آج شاہراہیں اور ریل محفوظ نہیں ہے۔ صوبہ سندھ کے اندر امن و امان کی یہ صورتِ حال اس حکومت کی اہلیت کا آئینہ ہے اور جس کے بعد ان کے تمام دعوے بالکل بیکار اور فریب نظر ہیں ۔

میرے بھائیو! اس بدامنی کے نتیجہ میں سندھ معاشی طور پر تباہ ہوگیا ہے صنعتیں رک گئی ہیں۔ عام لوگوں کو اور صنعتکار کو اغوا کیا جاتا ہے حتیٰ کہ پرائمری اسکول کے ٹیچروں تک کو اغوا کیا جاتا ہے اور تاوان کی وصولی کا آپ معیار دیکھیں تو سندھ کے دارالحکومت کراچی کے صرف چھ صنعت کاروں سے تین کروڑ روپے تاوان لیا گیا ۔ ایسا تاوان تو جنگی قیدی بھی نہیں دیتے ۔ صنعت کار اگر صبح ذرا تفریح کرنے کے لیے نکلیں تو ان کو بکرے کی طرح اٹھالیا جاتا ہے اور ۵۰، ۵۰ لاکھ روپے ان سے وصول کیا جاتا ہے۔ وہ چھ صنعت کار پاکستان چھوڑ کر مشرق وسطیٰ چلے گئے ہیں۔ ترقی کی یہ جو باتیں کی جاتی ہیں دراصل فریب ہیں۔ صوبہ سندھ ملک کی ۸۰ فیصد صنعتوں کا صوبہ تھا اس کے اندر اب کوئی صنعت لگانے کے لیے تیار نہیں۔ صنعتیں بند ہو رہی ہیں جس کے نتیجے میں بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔

میرے بھائیو! اس اقتصادی اور معاشی تباہی سے پورا ملک متاثر ہو رہا ہے۔ لسانی فسادات میں اب تک اس چھوٹے سے صوبے میں ایک ہزار افراد قتل ہو چکے ہیں اور اب بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ دارالحکومت میں کرفیو ہے اور فوج ہے ۔ آپ کو شاید معلوم نہیں لیکن خود پیپلز پارٹی سندھ کی گلی گلی اور کوچے کوچے میں جا کر یہ بات کہتی تھی کہ بدامنی فوجی حکومت خود کرا رہی ہے تاکہ بدامنی کے بہانے فوج سندھیوں کی گردنوں پر مسلّط ہو۔ پیپلز پارٹی یہ کہتی تھی کہ جب ہم آئیں گے تو بغیر فوج کے اور بغیر کرفیو کے حکومت چلائیں گے ۔ بدقسمتی سے وہاں آج فوج بھی موجود ہے اور کرفیو کے بغیر کراچی شہر کا گزارا نہیں ہو رہا۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس قوم کو کب تک کرفیو ٹینٹ میں رکھو گے ۔ مریض کو زیادہ دیر آپریشن تھیٹر میں رکھو گے تو اس کے بچنے کا امکان کم ہو جائے گا اس طرح اس شہر کو اس صوبے کو ان شہریوں کو آپ فوج اور کرفیو کے اپریشن تھیٹر میں رکھیں گے تو یہ سلسلہ آخر کب تک جاری رہے گا ۔ میرے بھائیو ! یہ ان کی حکومت کی اہلیت کا حال ہے۔ ان کا حل تو یہ ہے کہ وزیراعظم صاحبہ جو نواز شریف حکومت کو گرانے کے لیے بڑا زور لگا رہی ہیں، ان کا پٹرول پمپ رتوڈیرو میں ڈاکو لوٹ کر لے گئے۔ ان کے منشی کو اغوا کر کے لے گئے ، جب ان کے ووٹروں کو اغوا کیا گیا اور ان کے رشتہ دار فریاد لے کر ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنا منشی پیسے دے کر چھڑا لیا ہے آپ بھی جا کر پیسے دے کر اپنے آدمی چھڑا لیں۔

تعلیمی اداروں میں بدامنی ہے ، جس سے پورا ملک متاثر ہو رہا ہے دوسری طرف ان کی بدعنوانیوں کا یہ حال ہے کہ گیارہ سال میں جتنے جرائم پیشہ لوگ تھے جنہوں نے تخریب کاری کی ، ٹرینیں لُوٹیں، جہاز اغوا کیے، وہ سب معتبر بن گئے اور ان کو گریڈ ۱۷ سے لیکر گریڈ ۲۲ تک

نوکری دی جا رہی ہے۔ اس کا نتیجہ نکل رہا ہے کہ دستوری ادارے ، فیڈرل پبلک سروس کمشن وغیرہ، سب معطل ہیں اور یہ کبھی پلیسمنٹ بیورو کے ذریعے کبھی کسی اور نام سے اپنی پارٹی کے افراد کو بھرتی کر رہے ہیں جس کے نتیجے میں یہ ہو گا کہ ملکی خزانہ میں لوٹ کھسوٹ ہوگی، نااہل لوگوں کی بھرتی ہوگی اور یہ ادارے سیاسی اکھاڑے بن جائیں گے اور ایک خاص سیاسی پارٹی کے لیے کام کریں گے اس طرح ملک میں ایک شدید بحران پیدا کیا جا رہا ہے۔

میرے بھائیو ! انکا بڑا اصرار تھا کہ مخالف منشیات فروش ہیں اور ہیروئن بیچنے والے ہیں۔ ابھی چند روز قبل کی بات ہے کہ کراچی شہر میں لوگوں نے منشیات فروشوں کے خلاف احتجاج کیا۔ علماء نے جلوس نکالا تو علماء پر گولی چلا دی گئی، ٦ آدمی شہید ہو گئے۔ اس طرح یہ خود منشیات فروشوں کی سرپرستی کر رہے ہیں ۔

ٹی وی میں اس حکومت نے سب سے اہم پروگرام یہ لکھا ہے کہ مختلف خواتین کو بلا کر حدود آرڈیننس اور دیگر شرعی قوانین پر نکتہ چینی کرائی جائے۔ شریعت کے خلاف کچھ نہ کچھ کہلوایا جائے۔ ایسے ایسے ادیبوں اور دانشوروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر لایا جا رہا ہے جو اخلاقیات کو کمزور کرنے کی کوشش کریں اور شریعت کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کریں۔

یہ ملک کی داخلی صورتِ حال ہے ۔ اس صورتِ حال میں ہمیں اب سوچنا ہو گا اور ہمارا احتجاج اس بارے میں قوم کا رخ متعین کرنے اور قوم کو متحرک کرنے میں ، قوم کو ایک نیا عزم اور نیا ولولہ دینے میں انشاء اللہ بنیادی کردار ادا کرے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس اجتماع میں شرکت کرنے والے جب یہاں سے واپس جائیں گے تو حکومت کو یا تو درست ہونا پڑے گا جس کا مجھے ایک فیصد امکان بھی نظر نہیں آتا ، پھر ان کو عوام کے ہاتھوں شکست کھانا پڑے گی۔

سندھ کے لسانی حوالہ سے مَیں ایک بات کہوں گا کہ اگر سندھ کا نوجوان ، وہ میرے بیٹے نجم الدین کی صورت میں ہو یا میرے بھائی محمد صالح کے بیٹے صدرالدین کی صورت میں ہو، وہ اگر پنجاب کے نوجوان ہمایوں سے مل کر، پختون بھائیوں سے مل کر، کشمیریوں سے مل کر، افغانستان کی سرزمین میں اپنا خون دے سکتا ہے تو وہ پاکستان کی سلامتی کے لیے کیوں خون نہیں دے گا۔ اس بات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سندھ کے نوجوان بھی اسلام سے وابستہ ہیں ۔ آپ صرف چند سر پھرے لوگوں پر نہ جائیں ، یہ نوجوان جنہوں نے اسلام کی تعلیم حاصل کی ہے۔ جن کے نورانی چہرے تھے، انہوں نے اپنی جوانی افغانستان کی سرزمین پر اسلام کے لیے قربان کر دی تو مجھے یقین ہے کہ سندھ کے نوجوان انشاء اللہ اسلام کی خاطر، پاکستان کی خاطر، قومی یکجہتی کی خاطر، اپنی جان قربان

کر دیں گے ۔ انشاء اللہ مستقبل ہمارا ہے ۔ اس اجتماع میں سینکڑوں سندھی خواتین صرف دین کی خاطر اتنا لمبا سفر کر کے یہاں آئی ہیں ۔ تو سندھ کے مرد ہوں یا سندھ کی خواتین، وہ اسلام اور پاکستان کے ساتھ وابستہ ہیں اور اس کے استحکام کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

آئیے عہد کریں کہ انشاء اللہ ہم اسلام کو سربلند کریں گے اور اس ملک میں شریعت کو نافذ کر کے عصبیتوں کو ختم کر کے دم لیں گے ۔ اور اسلامی قومیت کو سربلند کریں گے ۔ انشاء اللہ پاکستان تا قیامت سلامت رہے گا اور ان لوگوں کے عزائم خاک میں مل جائیں گے جو پاکستان کو بری نظر سے دیکھتے ہیں ۔

خطاب

قاضی حسین احمد

امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

حمد و صلوٰۃ کے بعد،

برادرانِ اسلام اور محترم خواتینِ اسلام،

آج مینارِ پاکستان کے سایے میں پاکستان کی مسلمان قوم کا، پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع ہے۔ یہ اجتماعِ عام ایک عزم اور ایک عہد کرنے کیلیے بلایا گیا ہے۔ اس مقام پر جہاں مینارِ پاکستان اس وقت کھڑا ہے، ہم نے ۱۹۴۰ء میں ایک عزم کیا تھا۔ برِصغیر ہند و پاکستان کے مسلمانوں نے ایک قرار داد پاس کی تھی۔ اس وقت کسی کو یہ یقین نہیں تھا کہ برِصغیر پاکستان کے مسلمان اپنے لیے ایک الگ ملک حاصل کر سکیں گے، لیکن مسلمانوں کے اس پختہ عہد کے مقابلہ میں لوگوں کے تمام حسابات اور ان کے تمام اندازے غلط ثابت ہوئے۔ آج بھی ہم ایک عہد کرنے کے لیے آئے ہیں۔

یہ مقام جہاں پر ہم آج بیٹھے ہیں، اس کے ایک طرف مینارِ پاکستان ہے، سامنے اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ مسجد ہے، جنہیں اقبال نے کفر اور اسلام کی کشمکش میں مسلمانوں کے ترکش کا آخری تیر قرار دیا تھا۔ اسی مقام سے چند سو گز کے فاصلے پر حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے، جنہوں نے اس لاہور شہر کو اس لیے اپنا مسکن بنایا کہ یہاں معرفتِ الٰہی کا خزانہ تقسیم کریں۔ اسی مقام کے بالکل پاس شاہی مسجد کی دیوار کے سائے میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا مرقد ہے، جس کی دیوار پر لکھا ہوا ہے:

بیاتا کارِ ایں اُمّت بسیازیم
قمارِ زندگی مردانہ بازیم
چناں نالیم اندر مسجدِ شہر
کہ دل در سینۂ مُلاّ گدازیم

''آؤ کہ اس ملت کی بگڑی بنا دیں۔ اس زندگی کو داؤ پر لگا دیں اور شہر کی مسجد میں اتنا روئیں، اتنا روئیں کہ علمائے کرام کے سینہ کے اندر دل بھی پسیج جائیں۔''

اور جب ان کے دل نرم ہو جائیں گے تو قوم کی بگڑی بھی بن جائے گی۔ علامہ اقبالؒ نے اس تاریکی کے دور میں جب روشنی نظر نہیں آ رہی تھی، یہ نوید سنائی اور اس امید کا اظہار کیا کہ:

کیا عجب مری نوا ہائے سحر گاہی سے
زندہ ہو جائے وہ آتش کہ تری خاک میں ہے

اور کہا کہ:

اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے ہے تو
تیرے لیے ہے میرا شعلۂ نوا قندیل

اور یہ بھی ایک حسنِ اتفاق ہے کہ آج ۹ ر نومبر کو یومِ اقبالؒ بھی ہے اور ان کا مرقد بھی قریب ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا تھا کہ برِّ صغیر ہند و پاک کے شمال مغرب میں اور شمال مشرق میں مسلمانوں کا آزاد وطن ہو جس میں وہ اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کیلیے آزاد ہوں۔

اور پھر یہ شہر، وہ شہر ہے، جسے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے پسند کیا، اس کو منتخب کیا، تقسیم سے قبل ہجرت کر کے دارالسلام پٹھانکوٹ آئے۔ اپنی دعوت کیلیے خطۂ پنجاب کو پسند کیا۔ اور پھر پاکستان بننے کے بعد دارالسلام پٹھانکوٹ سے لاہور منتقل ہوئے۔ لاہور ملّتِ اسلامیہ کا دھڑکتا ہوا دل ہے، لاہور زندہ دلوں کا شہر ہے، لاہور قربانی دینے والے مسلمانوں کا شہر ہے اور اس لاہور شہر کے اندر آج مسلمانوں کا یہ عظیم الشان اجتماع، جو ہجوم نہیں ہے، بلکہ پر عزم مجاہدین کا اجتماع ہے۔ جو عزم کرنے اور عہد کرنے کیلیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ وہ عہد یہ ہے کہ ہم اس ملک کو اسلامی انقلاب کی منزل تک پہنچا کر دم لیں گے تاکہ اس کے گرد پوری امت اکٹھی ہو سکے۔

میرے بھائیو! ہمارے مسائل کا کوئی اور حل نہیں ہے بجز اس کے کہ امّتِ مسلمہ کو دوبارہ قرآن کے گرد اکٹھا کر دیا جائے۔ قرآن اُمّتِ مسلمہ کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے، قرآن امّتِ مسلمہ کو بلا رہا

ہے، قرآن امتِ مسلمہ کو اپنی حقیقت سے باخبر کر رہا ہے، قرآن امتِ مسلمہ سے کہتا ہے کہ:

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس، تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ"

"تم سب سے بہتر امت ہو" کیوں سب سے بہتر امت ہو؟ کیا ہے تم میں؟ "اخرجت للناس" "لوگوں کیلیے بھیجے گئے ہو، کس لیے بھیجے گئے ہو لوگوں کے پاس؟ اس لیے کہ "تامرون بالمعروف" یعنی "نیکی کا حکم دیتے ہو" اور "و تنھون عن المنکر" اور "منکر سے منع کرتے ہو" اور "تومنون باللہ" اور "اللہ پر ایمان رکھتے ہو" یہ کام اگر آپ کر رہے ہیں تو آپ "خیرِ امتِ" ہیں، لیکن یہ کام تو "امتِ مسلمہ" سے چھوٹ گیا ہے۔

ہمارے تمام مصائب کی جڑ یہی ہے کہ ہم نے اپنے اصل منصب کو بھلا دیا ہے۔ ہم اپنے اصل مقام کو بھول چکے ہیں۔ کس لیے اللہ نے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و سلم کو بھیجا تھا اور کس لیے اس امت کو اللہ نے اٹھایا تھا، ہم اس چیز کو بھول گئے ہیں۔ اسی لیے آج اخلاقی بحران ہے، تمام خرابیوں کی جڑ یہ اخلاقی بحران ہے۔ ہماری قوم اخلاقی طور پر دیوالیہ ہوگئی ہے۔ اس سے زیادہ اخلاقی دیوالیہ پن اور کیا ہو سکتا ہے کہ اب پارلیمنٹ کا ممبر فروخت ہوتا ہے یعنی ساڑھے تین چار لاکھ لوگوں کا نمائندہ چند ٹکوں پر فروخت ہو جاتا ہے۔ منڈی میں اس کے دام لگتے ہیں، وہ ذلیل اور خوار اور رسوا ہو کر اپنے ضمیر کو بیچتا ہے۔ آپ مجھے بتائیے کہ جب کسی ملک کی پارلیمنٹ کا ممبر فروخت ہوتا ہے اور وہ پیسے کے عوض اپنی رائے دیتا ہے، تو پھر اس ملک پر کسی کو فوج چڑھانے کی کیا ضرورت ہے؟ خرید و فروخت کا یہ سلسلہ جو ابھی حال ہی میں چل پڑا تھا اس دوران کچھ ارکان اسمبلی نے قرآنِ کریم پر حلف اٹھایا تھا کہ ہم اسلامی جمہوری اتحاد کا ساتھ دیں گے ان ممبران پارلیمنٹ میں ایک ہندو ممبر تھا اس نے سب لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یہ روداد بیان کی کہ "جب حلف لیا جا رہا تھا تو ان مسلمان ممبران نے قرآنِ کریم پر حلف اٹھایا، مجھے کہا کہ تم اپنے دین دھرم پر حلف دو تو میں نے کہا کہ میں تو اس معاملہ میں اپنے دین دھرم کو نہیں لاتا۔ میری تو زبان کافی ہے۔" وہ زبان والا رانا چندر سنگھ اسلامی جمہوری اتحاد کے ساتھ رہا اور جنہوں نے قرآنِ کریم پر حلف اٹھایا تھا، انہوں نے اسلامی جمہوری اتحاد کا ساتھ نہیں دیا۔ اس نے تمام لوگوں کے سامنے ان کو شرمندہ کیا جنہوں نے قرآنِ کریم پر حلف اٹھایا تھا کہ یہ لوگ اپنے دین دھرم سے پھر گئے، میں نے تو زبان دے دی تھی اور میں اپنی زبان سے نہیں پھرا۔

یہ اخلاقی دیوالیہ پن ہے کہ کسی کو اپنے عہد کا کوئی پاس نہیں ہے، کسی کی کوئی زبان باقی نہیں رہی، حلال اور حرام میں کوئی تمیز نہیں رہی، جائز اور ناجائز میں کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ پیسہ چاہیے

جس طریقے سے بھی آئے، وہ حلال ہو یا حرام، بس منفعت چاہیے۔ سب مصلحت کے بندے بن گئے ہیں۔ ایک طبقہ کے اندر دولت جلد از جلد کمانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے اور اس کے نتیجے میں مزدور کی حالت خراب ہے، کسان کی حالت خراب ہے، غریب اور امیر کے درمیان تفاوت ہے۔ ایک کو دو وقت کا کھانا نصیب نہیں ہوتا، غریب کو بچے کے علاج کیلیے دوائی نصیب نہیں ہے، اس کے بچے کیلیے سکول نہیں ہے، اس کے لیے کتاب نہیں ہے، اس کے سکول میں استاد نہیں ہے۔ امیروں کے بچے انگلینڈ اور امریکہ کے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ ان کے لیے خصوصی اہتمام اور انتظامات ہیں۔ عیش و عشرت کے محلات تعمیر ہو رہے ہیں۔ وہ فیشن ایبل زندگی گزار رہے ہیں۔

یہ اس اخلاقی دیوالیہ پن کا شاخسانہ اور نتیجہ ہے کہ ملک میں بدامنی ہے، اغوا کی وارداتیں ہیں ایک چلتے پھرتے شریف آدمی کو اغوا کر لیا جاتا ہے اور پھر دس دس لاکھ، بیس بیس لاکھ روپے اس کے بدلے میں طلب کیے جاتے ہیں اور یہ سودا ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ہوتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ڈاکو اور وڈیرے اور اغوا شدہ کے درمیان بات چیت ہوتی ہے۔ کہاں اور کس کے پاس کوئی فریاد لے کر جائے؟ آدمی قتل ہو جاتا ہے، مقتول کے گھر پر پولیس والے آتے ہیں اور مقتول کے گھر میں، مقتول کی لاش پر بیٹھ کر سودا کرتے ہیں۔ پیسہ پہلے لیتے ہیں مقدمہ بعد میں درج کیا جاتا ہے۔

رشوت کا آج دور دورہ ہے، یہ جو پوری قوم پریشان ہے ان تمام خرابیوں کے ذمہ دار جو لوگ ہیں ان میں منتخب نمائندے بڑے بڑے سرکاری افسر، بڑے بڑے زمیندار اور بڑے بڑے سرمایہ دار بھی شامل ہیں۔ یہ کلب ایک طرف لوگوں کو لوٹ رہا ہے اور دوسری طرف ان کو آپس میں لڑا رہا ہے۔ سندھی کو کہا جاتا ہے کہ پنجابی نے تمہارے حقوق غصب کر لیے، مہاجر کو کہا جاتا ہے کہ تمہیں پختون اور پنجابی نے لوٹ لیا، پنجابی کو اکسایا جاتا ہے کہ سارے لوگ تمہیں ہی گالیاں دے رہے ہیں، بلوچستان کے عوام کو اکسایا جاتا ہے کہ اتنا بڑا تمہارا علاقہ ہے، ایک دوسرے سے لڑوا کر، تعصبات کا بازار گرم کر کے اس طبقہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپس میں لوگ لڑتے مرتے رہیں اور اس کی طرف سے ان کی توجہ ہٹ جائے۔ ایک غریب چھابڑی والے پختون اور ایک غریب مہاجر نے، ایک غریب پنجابی اور ایک غریب سندھی نے اور ایک غریب پختون نے ایک غریب مہاجر کا کچھ نہیں بگاڑا، یہ سب لوگ مظلوم ہیں اور ان سب کو لوٹنے والا ایک ہی طبقہ ہے، وہ اگر پختون ہے تو سب سے پہلے پختون کو دباتا ہے، اس پر ظلم ڈھاتا ہے، وہ اگر مہاجر ہے تو سب سے پہلے اس کا ہاتھ اپنے مہاجر بھائی کی طرف پہنچ سکتا ہے، اگر وہ سندھی ہے تو سب سے پہلے وہ سندھی غریب کو کھائے

گا۔ پورے ملک کے اندر ایک محدود طبقہ ہے جس نے غریب لوگوں کی زندگی اجیرن بنادی ہے اور وہ تعصّبات پیدا کر کے ایک دوسرے کو لڑا رہا ہے۔

فرقہ بندی کا بھی ایک بازار گرم ہے۔ ہم ایک امّتِ مسلمہ ہیں۔ اللہ نے ہمیں کہا "وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ"

اس امّتِ مسلمہ میں شیعہ سنّی کی تقسیم تو پہلے سے چلی آرہی تھی، اب اہلسنت والجماعت میں، اہلحدیث اور حنفی میں، پھر حنفیوں میں دیوبندی اور بریلوی، تقسیم در تقسیم کا عمل جاری ہے۔ یہ جو دور گزر رہا ہے، اس نے ایسا تفرقہ علماء کے درمیان ڈال دیا ہے کہ ایک جمعیت علمائے اسلام تھی مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی، اس میں سے دو امامِ انقلاب ہیں۔ ایک امام انقلاب مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہیں اور ایک امام انقلاب مولانا سمیع الحق ہیں۔ جمعیت علمائے پاکستان مولانا شاہ احمد نورانی کی زیرِ قیادت تھی اب اس میں سے ایک امام انقلاب علامہ طاہر القادری صاحب ہیں اور دوسرے امام انقلاب حاجی حنیف طیب صاحب ہیں اور تیسرے قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب ہیں۔ ایک جمعیت اہلحدیث تھی، اس کے تو پانچ سے بھی زائد ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ گزشتہ گیارہ سالہ جو دور گزرا ہے، اس میں علماء کی یہ حالت ہو گئی۔ ان کا کوئی مشترکہ پلیٹ فارم نہیں رہا۔ امام انقلاب سے کام نہیں بنتا، جب تک اس کے پیچھے مقتدی نہ آجائیں۔ امام آپ نے کئی بنا دیے، لیکن مقتدی ابھی نیّت باندھنے کے لیے تیار نہیں تو انقلاب کیسے آسکتا ہے۔

فرقہ بندی کے ذریعے سے اور چھوٹے چھوٹے گروہوں کے ذریعے سے ہم کوئی خیر امّتِ مسلمہ کو نہیں پہنچا سکتے۔ اس بنیادی کام کی ضرورت ہے کہ امت ایک ہو جائے، امت قاضی حسین احمد پر اکٹھی ہو سکتی ہے نہ مولانا فضل الرحمن پر، نہ مولانا سمیع الحق پر اور نہ مولانا شاہ احمد نورانی پر۔ نہ بریلوی مکتب فکر کے گرد اور نہ ہی دیوبندی مکتب فکر کے گرد اکٹھی ہو سکتی ہے، نہ سارے لوگ اہلحدیث بن سکتے ہیں۔ امت اکٹھی ہو سکتی ہے تو صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اکٹھی ہو سکتی ہے۔ سب کو توحید کی طرف بلایا جائے اور یہ کہا جائے کہ آؤ ہم سب قرآن و سنّت پر اکٹھے ہو جائیں۔ چھوٹے چھوٹے اختلافات تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے بھی آپس میں تھے۔ آپس میں اختلافات کرتے ہوئے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اور برگزیدہ لوگ ساری امت کیلیے ستارے بن سکتے ہیں تو ان کی پیروی میں ہم کیوں چھوٹے اختلافات رکھتے ہوئے بھی ایک جماعت نہیں بن سکتے، اکٹھے کیوں نہیں ہو سکتے۔ اسلام کی بالادستی کیلیے، اسلام کے غلبہ کیلیے کیوں ہم پنجابی، سندھی، بلوچ اور مہاجر کا اختلاف نہیں بھلا سکتے حالانکہ

یورپ بھی آج اکٹھا ہو رہا ہے۔ یورپ کے ممالک نے اپنے لیے ہدف مقرر کیا ہے کہ ۱۹۹۲ء میں ہم سب لوگ ایک یونائٹڈ سٹیٹس آف یورپ بنالیں گے۔ ویزے کی پابندیاں انہوں نے ختم کر دی ہیں، کسٹم کی پابندیاں ختم کر رہے ہیں، آزاد تجارت کر رہے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اس اتحاد میں برکت ہے، اسی میں خیر اور بھلائی ہے۔ کیا اس کے لیے کسی بہت بڑی عقل کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بتایا جائے کہ تمہارے اتحاد میں قوت اور برکت ہے؟ کیا مسلمان اس کو نہیں سمجھتے کہ وہ ایک امتِ مسلمہ تھے تو ساری دنیا پر حکمران تھے اور اب آپس میں منتشر ہو کر ۵۰ ٹکڑوں میں بٹ گئے ہیں تو ہر جگہ ذلیل و خوار اور رسوا ہیں۔ فلسطین کے مسئلہ کا کیا حل ہے؟ امتِ مسلمہ کے پاس ہی اس کا حل ہے۔ چھوٹی چھوٹی عرب ریاستوں کے پاس اس کا حل نہیں ہے۔ ان عرب ممالک کے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے، جنہوں نے اپنے عوام کو بھی دبا رکھا ہے۔ ان اسلامی ممالک کے پاس مسئلہ فلسطین کا کوئی حل نہیں ہے جہاں روس یا امریکہ کے ایجنٹ حکمران ہیں فلسطین کا حل اسی وقت ممکن ہے کہ امتِ مسلمہ نئے عزم کے ساتھ اٹھے۔ کشمیر کا حل بھی اس وقت ممکن ہے کہ پاکستان کے مسلمان عوام کشمیریوں کی پشتیبانی کیلیے کھڑے ہو جائیں۔ افغانستان کا مسئلہ اسی وقت حل ہوا اور روس وہاں سے گیا جب افغانستان کے عوام اٹھے اور پاکستان کے مسلمان عوام نے ان کی پشتیبانی کی۔ ان کو پناہ بھی دی اور ان کے ساتھ ان کے جہاد میں حصہ بھی لیا۔ اتحادِ امت اور اس کے جہاد سے یہ تمام مسائل حل ہوں گے چھوٹے چھوٹے تعصبات کا شکار ہو کر آپ اپنے مسائل حل نہیں کر سکتے۔ یہی بات ہم نے کراچی میں گلی گلی، کوچہ کوچہ جا کر لوگوں کو سمجھائی۔ سندھ میں لوگوں کو سمجھائی، سارے ملک میں لوگوں کو سمجھائی کہ اس طرح کے تعصبات میں مبتلا ہو کر ایک دوسرے سے لڑتے رہیں گے تو کوئی بھی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ امن بھی قائم نہیں ہو گا اور ہمارا خون بہتا رہے گا۔ مسئلے اور زیادہ گھمبیر ہوتے چلے جائیں گے۔ ہم نے یہی کراچی کے لوگوں سے کہا، مہاجروں سے کہا کہ آپ کے آباؤ اجداد نے ہندوستان چھوڑا، ہجرت کی کہ ہم پاکستان کو دارالہجرت بنائیں گے، اور یہاں سے پھر ہندوستان کے مسلمانوں کو رہائی اور آزادی دلائیں گے۔ اب آپ نے اپنے لیے ایک چھوٹا سا گھروندہ بنانے کی فکر کر لی، اور بجائے اس کے کہ آپ اُمتِ مسلمہ کے اتحاد کیلیے اٹھتے، آپ نے ایک لسانی تنظیم کا روپ دھار لیا اور کہہ دیا کہ ہم تو اردو بولنے والی ایک الگ قوم ہیں۔ ہم نے ان کو یہی بات سمجھانے کی کوشش کی کہ اس سے آپ کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ہماری ان کوششوں کا اور ہمارے بار بار وہاں جانے کا اتنا فائدہ تو ضرور ہوا ہے کہ آج ایم کیو ایم کا تین آدمیوں کا ایک وفد اس اجتماع میں شرکت کیلیے آیا ہے۔ ایم کیو ایم کے دو ارکان قومی اسمبلی اور ایک رکن صوبائی اسمبلی جناب الطاف حسین کا خط لے کر یہاں ہمارے پاس آئے اور

انہوں نے ہمیں یہ یقین دلایا کہ ہم جماعتِ اسلامی کے اس نیک مقصد میں اس کے ساتھ ہیں۔

آپ مسلسل محنت کریں، لوگوں کے پاس جائیں، محبت کا پیغام عام کریں، لوگوں کو بتائیں کہ امّتِ مسلمہ کے مسائل کا حل لسانی تنظیموں کے پاس نہیں ہے۔ امّتِ مسلمہ کو بانٹنے سے اس کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ان کے مسائل کا حل یہ ہے کہ قرآن کے گرد سب اکٹھے ہو جائیں۔ اسی طرح سے اس ملک کی بگڑی کو بنا سکتے ہیں۔

ملک کی خرابیاں اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہیں۔ علاج کس کے پاس ہے؟ علاج اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹنے میں ہے۔ یہی علاج جماعتِ اسلامی نے اپنی تشکیل کے وقت کیا تھا۔ لوگوں سے یہی کہا تھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بگڑے ہوئے معاشرے، ایک منتشر قوم کے مسائل کو جس طریقہ سے حل کیا اور جس طریقہ سے اسے ایک مقصد کے گرد مجتمع کر لیا، اسی راستے کو اختیار کر لو۔ وہ راستہ یہ ہے کہ اللہ کی بندگی پر سب اکٹھے ہو جاؤ۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے رُستم کے دربار میں پوچھا گیا کہ تم کیا مقصد لے کر نکلے ہو، تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ، ہمارا منشور "اخراج العباد من عبادۃ العباد الی عبادۃ رب العباد" "بندوں کو بندوں کی غلامی اور خدائی سے نکال کر بندں کے رب کی غلامی میں دینا ہے" اسی کیلیے ہم نکلے ہیں کہ کوئی بھی دنیا میں ایک دوسرے کا محتاج نہ رہے۔

کس نہ باشد درجہاں محتاج کس
نکتۂ شرعِ مبیں این است و بس

کوئی ایک کسی دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ یہی شریعت کا نکتہ ہے اور اسی لیے شریعت آئی ہے اور یہی ہماری دعوت ہے کہ اللہ کی بندگی کی طرف لوٹو۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ ان کی اطاعت کرو، ان کی محبت اور عشق سے سینوں کو آباد کرو اور پھر جب اس کا اقرار کر لو تو تضاد اور دورنگی اور منافقت کو چھوڑ دو۔ یکسو ہو کر آجاؤ اور پھر ایک منظم قوّت بن جاؤ اور ایک منظم قوّت بن کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرو۔ خیر کی طرف لوگوں کو بلاؤ اور منکرات کے خلاف جہاد شروع کر دو۔ معروف اور نیکیوں کو پھیلانے کیلیے جہاد شروع کرو۔ یہ کام آپ کرنے لگیں گے تو آج اس وقت اگر آپ دو تین لاکھ کی تعداد میں یہاں موجود ہیں تو ایک دو سال کے اندر آپ تیس لاکھ ہو جائیں گے۔ اس کام کیلیے آپ ہمارا ساتھ دیں، اس کام کے لیے عزم کریں، اسی کام کیلیے حوصلہ اور جرأت اور ہمّت سے آگے بڑھیں، یہی اس ملک اور اس امت کی بگڑی بنانے کا طریقۂ علاج ہے۔

انڈو سوویت زیونسٹ لابی یعنی بھارت، صیہونی، روس اور دنیا بھر کی تمام کفر کی طاقتوں کی سازش ہے کہ مسلمان امت ایک نہ ہونے پائے، امتِ مسلمہ سے ان کو خوف ہے، صلیبی جنگوں کی یاد ان کو اس وقت بھی ستا رہی ہے جب سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے یورپ کی مشترکہ قوت کو شکست دی تھی۔ اس وقت بھی جب امتِ مسلمہ کی بات ہے تو ان کو وہ منظر یاد آجاتا ہے جب امتِ مسلمہ نے یورپ کی متحدہ قوت کو شکست دی تھی۔ آج بھی وہی امت ہے، آج بھی وہی مسلمان ہیں، ان کے پاس بہت بڑی زمین ہے، ان کے پاس بہت بڑے وسائل ہیں اور ان کے پاس سب سے بڑی قوت اللہ پر ایمان ہے۔ اللہ کی آخری کتاب ہے، محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے، ان کی محبت ہے۔ یہ مسلمان اگر اکٹھے ہو جائیں تو یورپ کی طاقتوں کو، روس کو، امریکہ کو اور بھارت کو معلوم ہے کہ ان کے مقابلہ میں پھر وہ اکٹھے نہیں ٹھہر سکتے۔ اور یہ اسرائیل تو ایک معمولی دھبہ ہے۔ امتِ مسلمہ اکٹھی ہو جائے تو اسرائیل باقی رہ ہی نہیں سکتا۔ ہندوستان ٹوٹا ہوا ملک ہے۔ یہ ایک متحدہ ملک نہیں ہے۔ اس میں برہمن اقلیت میں ہیں جو اس وقت پورے ہندوستان پر حکومت کر رہے ہیں۔ اس میں بڑی تعداد اچھوتوں اور شیڈولڈ کاسٹ کی ہے۔ اس میں بہت بڑی تعداد دوسری چھوٹی اقوام کی ہے اور وہ ایک متحدہ قوم بننے کی صلاحیت نہیں رکھتیں اس لیے اگر امتِ مسلمہ اکٹھی ہو جائے تو بھارت کے کروڑوں مسلمان بھارت کی غلامی سے نجات پا سکتے ہیں۔

امتِ مسلمہ کے اتحاد کی اب ایک بہت بڑی امید پیدا ہوئی ہے۔ آج سے تیس سال پہلے آپ اس بات کی امید نہیں کر سکتے تھے کہ عالمی اسلامی تحریکیں اتنی بڑی قوت کے ساتھ اس اتحاد کا مظاہرہ ایک جگہ پر کر سکیں گی۔ اللہ کے فضل سے مسلمان ممالک کے اندر ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے۔ ان کے اندر ایک نئی روح بیدار ہو گئی ہے، جذبہ ہے اور مسلمان پھر سے اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو حاصل کرنے کیلیے دوبارہ دنیا کی امامت کے مقام بلند کو حاصل کرنے کیلیے اکٹھے ہو رہے ہیں وہ اللہ کی طرف، اور اسلام کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ فلسطین کے مسلمانوں نے، سیکولر اور لادین نظریات سے مایوس ہو کر پھر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لیا ہے۔ مسجد کو اپنا مرکز بنا لیا ہے" اللہ اکبر" کو اپنا نعرہ بنا لیا ہے۔ آج کشمیر میں نوجوان پھر سے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ایوب ٹھاکر کی بات آپ نے سن لی ہے۔ آپ تک آپ کی حکومت خبریں نہیں پہنچاتی۔ پاکستان کے ریڈیو اور ٹیلیویژن نے چپ سادھ لی ہے۔ ان کے اندر ہمت اور حوصلہ نہیں ہے۔ آپ کی حکومت نے ہندوستان کی بالادستی کو قبول کر لیا ہے۔ اس لیے آپ سے یہ پوشیدہ ہے کہ کشمیر کے اندر کیا صورتحال ہے۔ کشمیر میں ایک بہت بڑا انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ سری نگر کا شہر اور کشمیر کا پورا کاروبار مسلمان تحریکوں کے ایک ہی اعلان اور ایک ہی مطالبہ پر بند ہو جاتا ہے۔ جب یہ تحریکیں اعلان

کرتی ہیں تو پورے کشمیر میں پاکستان کے پرچم لے کر لوگ باہر نکل آتے ہیں اور بھارتی فوج کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کے اندر آزادی کی تڑپ ہے اور جہاد کا جذبہ ان کے اندر پھر پیدا ہوا ہے۔ چاروں طرف یہ بہار، جہادِ افغانستان کی وجہ سے ہے۔

افغانستان کے اندر مجاہدین کی اسلامی حکومت کے قیام کے امکانات بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ اس کے راستے میں اغیار کی سازشیں حائل ہیں، اغیار کوشش کر رہے ہیں کہ مجاہدین اکٹھے نہ ہوں بلکہ آپس میں منتشر رہیں تاکہ اس کے نتیجے میں وہاں افراتفری ہو، طوائف الملوکی ہو اور افغانوں کا خون اسی طرح بہتا رہے، لیکن ہمیں یقین ہے کہ افغانستان میں بڑے بڑے جید علماء ہیں، بہت حکیم اور دانا مجاہدین رہنما ہیں، اور وہ اپنے گھر کو انشاء اللہ درست کر لیں گے۔ وہاں جب مجاہدین کی حکومت آئے گی تو پاکستان میں اسلامی انقلاب کا یہ قافلہ آگے بڑھے گا۔ یہ دونوں ممالک یک جان دو قالب ہوں گے۔ پھر کشمیر کو ہندوستان غلام نہیں رکھ سکے گا۔ فلسطین کے مسلمان آزاد ہوں گے اور روس کے مسلمان بھی آزاد ہوں گے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کی ایک نئی تحریک ابھرے گی۔ ایک نئے جذبے، نئے ولولے کے ساتھ مسلمان دوبارہ اٹھیں گے۔ امتِ مسلمہ متحد ہوگی، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر متحد ہوگی، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور رہبری میں اپنے اختلافات بھول جائے گی۔ ایک امتِ واحدہ بنے گی اور دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر لے گی۔

میرے بھائیو! یہ شوقِ شہادت، جذبۂ جہاد، یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے جذبات، مسلمانوں کے علاوہ دنیا کی کسی اور قوم میں یہ قوتیں نہیں ہیں۔ آپ کے پاس اللہ کی آخری کتاب ہے، جو قیامت تک رہنما کتاب ہے۔ آپ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ آپؐ کے بعد کوئی امت آنے والی نہیں ہے۔ آپ ہی نے اس دنیا کی امامت پھر سے سنبھالنی ہے، جو آپ کی میراث اور ورثہ ہے۔ یہی ہماری دعوت ہے کہ قرآن کے گرد پھر سے اکٹھے ہو جاؤ اور ایک منظم جماعت بناؤ اور دوسرے ساتھیوں کے پاس جاؤ۔ صرف جذباتی نعرے لگانے سے انقلاب نہیں آئے گا۔ آپ اتنی بڑی تعداد میں جمع ہوئے ہیں تو کسی فیصلے کے بغیر منتشر ہونا خسارے کی بات ہے۔ اس لیے آؤ سب مل کر عہد کریں کہ ہم مسلسل محنت کریں گے۔

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ نے کیا کیا کرنا ہے۔ سب سے پہلے اپنا جائزہ لیں اور محاسبہ کریں، اگر آپ کی اپنی زندگی میں کوئی دورنگی، کوئی منافقت، زبان اور قول و فعل میں کوئی تضاد ہے تو ابھی سے یہ عہد کر لیں کہ اس کو دور کر لیں گے۔ اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کی خاطر، جنت

کی خاطر اور امتِ مسلمہ کی عظمت کی خاطر، کیا اس کیلیے آپ تیار ہیں۔ عہد کرتے ہیں، (کرتے ہیں کی آوازیں) خود اپنے آپ کو بالکل ٹھیک کریں گے (کریں گے کی آوازیں) اس کے بعد آپ ایک اور عہد کر لیں۔ وہ عہد یہ ہے کہ اپنے گھر کی اصلاح کریں گے۔ اپنے بچوں کی، اپنی بیوی کی، اپنی بیٹیوں کی اصلاح کریں گے۔ میں اپنی بہنوں سے کہتا ہوں کہ میری بہنو! یہ جو تمام امت بنتی ہے یہ تمہارے ہاتھ سے بنتی ہے۔ جو آپ کو یہ کہتے ہیں کہ آپ باہر نکل آئیں اور آپ مساوی مواقع کی تلاش کریں وہ آپ کو فریب دیتے ہیں۔ وہ احترام و مقام جو اسلام دینِ فطرت نے خاتون خانہ کو دیا ہے، وہ یہ لوگ چھیننا چاہتے ہیں۔ یہ سازش ہے جو عورتوں کے خلاف کی جا رہی ہے۔ آپ کے ہاتھ میں قوم کی تقدیر ہے، آپ نے قوم کو بنانا ہے، آپ ہی کو مخاطب کرتے ہوئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

زشام ما بروں آور سحر را
بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو مے دانی کہ سوزِ قرأتِ تُو
دگر گوں کرد تقدیرِ عُمرؓ را

کہ ہماری جو اندھیری رات ہے اس میں سپیدہ سحر کو نمودار کر دے۔ صبح کو طلوع کر دے پھر سے ہمیں قرآن سنا دے، کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ یہ تمہاری قرأت کا سوز تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقدیر بدل ڈالی تھی۔ بہن کی تلاوتِ قرآن سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔

میری بہنو! قرآن کی تلاوت کرو اور اپنے بچوں کو سنبھالو، اپنے بھائیوں کو سنبھالو، اپنے گھر کے ماحول کو اسلامی رنگ میں رنگ دو اور اپنے آپ کو اور اپنے گھر کو بنا لو۔ بہنیں بھی عہد کر لیں، بھائی بھی عہد کر لیں کہ اپنے گھر کی اصلاح کریں گے۔ بچوں کو دین کی تعلیم دیں گے اور قرآن سمجھائیں گے۔

میرے بھائیو، ایک اور عہد کریں، اور وہ عہد یہ کر لیں کہ اپنے گھر کو شمعِ نور بنا کر اپنے پڑوس کے ساتھ حُسنِ اخلاق، حُسنِ سلوک، اچھے برتاؤ کے ذریعے، دوست کے ساتھ، اپنے پڑوسی کے ساتھ، معاملہ کرنے والے کے ساتھ، حسنِ اخلاق کے ذریعے سے دین کی دعوت پھیلائیں گے اور اس کیلیے کوئی نہ کوئی وقت وقف کریں گے اور ہر روز کسی کے پاس دین کی دعوت لے کر جائیں گے۔

میرے بھائیو! اگر آپ نے ایک تسلسل کے ساتھ یہ کام شروع کر دیا، محلے محلے، گلی گلی، کوچے کوچے، قریے قریے آپ نے اپنے آپ کو منظم کر لیا، آپ اپنے گھر کے اندر اجتماع کر کے قرآنِ کریم اور حدیث سنانے لگیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دو تین سال کے اندر اندر کوئی بھی ہمارا راستہ روک نہیں سکے گا۔ کوئی بھی ہمارے راستے میں کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ اس کے ساتھ میں ایک اور عہد لینا چاہتا ہوں کہ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور جرائد کے ذریعے سے جو فحاشی اور عریانی کو پھیلایا جاتا ہے، یہ جو منشیات کے اڈے قائم کیے جا رہے ہیں، یہ جو ہیروئن فروشی عام ہو رہی ہے اور ہیروئن کی وجہ سے پاکیزہ اور اچھے خوبصورت نوجوان تباہ ہو رہے ہیں اور اس کے ذریعے سے کچھ لوگ ساری قوم کا اخلاقی دیوالیہ نکال رہے ہیں، اس کے خلاف منظم ہونے کی ضرورت ہے، اس کے خلاف اقدام کرنے کی ضرورت ہے، اس کو اس طرح ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرنا غیرت کے خلاف ہے۔ یہ ہماری غیرت پر حملہ ہے۔ یہ ہماری عزتوں پر حملہ ہے۔ کیا آپ اس غنڈہ گردی کے خلاف اور اس فحاشی اور عریانی کے خلاف منظم ہوں گے؟ (ہوں گے کی پُرجوش آوازیں)

میرے بھائیو! ایک زبردست تحریک چلا کر ہم فحاشی اور عریانی کی بیخ کنی کر دیں گے اور جو حکومت اس کو پھیلا رہی ہے اس حکومت کو بھی اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔ کیا آپ عہد کرتے ہیں؟ (عہد کرتے ہیں کی پرجوش آوازیں)

آئیے سب دعا کریں:

"اے اللہ، ہمیں اپنے عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ تو گواہ رہ، ہم نے سچے دل سے اخلاص سے تیرے ساتھ عہد باندھا ہے۔ اے اللہ تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ تو نصرت بھیج۔ میرے رب، میرے پروردگار، تو ہماری مدد کر، تو ہمارے شامل حال ہے اور تو پھر مسلمانوں کی اس حالت زار کو ایک اچھی حالت میں تبدیل کر دے۔

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلّم